مقالات

جناب غازی عزیز
(الخبر۔ سعودی عرب)

آیت اللہ خمینی

اپنی تقریر و تحریر کے آئینہ میں

تاریخ اسلام کے ابتدائی دور سے ہی کسی نہ کسی شکل میں کچھ گروہ، دین کی تخریب کاری اور امتِ مسلمہ میں انتشار و افتراق کے ذمہ دار رہے ہیں۔ اس گروہ کے مختلف طبقات میں سے ہمیں دو طبقے ایسے نظر آتے ہیں جنہوں نے ادعائے اسلام کے باوجود اسلامی تعلیمات کو شدید مجروح کیا اور اپنی مشقِ ستم کا نشانہ بنایا ہے۔ ان میں سے ایک طبقہ "اہل تشیع" یا "شیعہ" کے نام سے معروف ہے۔ اور دوسرا "اہلِ تصوف" یا "صوفیاء" کے نام سے۔ اول الذکر طبقہ کے بارہ میں راقم الحروف کی اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ "شیعہ مکتبِ فکر دراصل کوئی مذہبی ٹولہ یا فرقہ نہیں بلکہ بنیادی طور پر ایک خفیہ سیاسی تنظیم ہے جو اسلام کے ابتدائی دور سے ایک مخصوص انداز سے سرگرمِ عمل ہے۔ حالات کی تہ در تہ کروٹوں، بالخصوص ۶۱ھ کے ایک افسوسناک واقعہ، واقعہ کربلا، جس نے اب افسانوی حیثیت اختیار کر لی ہے، نے اس گروہ کو انتہائی منظم بنا دیا اور یہ اپنی سیاسی حکمتِ عملی کو مذہب اور مذہبی معتقدات کی آڑ میں پھیلانے لگے۔ چونکہ یہاں شیعہ مکتبِ فکر پر تنقید یا تردید یا اُن کے عقائد کا کتاب وسنت سے بُعد ثابت کرنا مقصود نہیں، لہٰذا اس ضمنی بحث سے پہلو تہی ہی بہتر ہے، اگرچہ

ؔلہ تفصیل کے لیے فصل الملل والنحل لابن حزمؒ، مفتاح الجنۃ بالاعتصام السنۃ از جلال الدین سیوطی

آئندہ بعض مقامات پر وضاحت اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے فریضہ کے پیشِ نظر شیعہ مکتبِ فکر کے بعض عقائد باطلہ پر جزواً بحث آ جائے گی۔ زیرِ نظر مضمون سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ "ایرانی انقلاب کی حقیقت" اور اس کے "پیشوا" آیت اللہ خمینی کے افکار سے عوام الناس کو باخبر کر دوں، جو مختلف دینی اور سیاسی حلقوں و تنظیموں کے پیدا کردہ غلط پروپیگنڈے کے باعث اکثر لاعلم ہیں۔

بلاشبہ حالیہ ایرانی انقلاب سے شیعہ مکتبِ فکر کو ایک عالمگیر شہرت اور اہمیت حاصل ہو چکی ہے جہاں اکثر اہلِ اسلام (جو اس طبقہ کے حقیقی معتقدات اور تاریخ کی روشنی میں اس کے کردار سے واقف نہیں ہیں) اس انقلاب سے متاثر نظر آتے ہیں، وہیں بعض اہلِ علم اور صاحبِ فکر حضرات بھی اسے اسلامی انقلاب اور تحریکِ اسلامی کا ثمرہ تصور کرتے ہیں ۲؎ برِ صغیر کی بعض سیاسی اور مذہبی تنظیموں نے باقاعدہ اس انقلاب کا خیر مقدم کیا،

تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، تائید اہل سنت از شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، آیاتِ بینات از محسن الملک سید محمد مہدی علیخان، تاریخ مذہب شیعہ و قاتلانِ حسینؓ از مولانا عبد الشکور لکھنوی، خلافتِ معاویہؓ و یزید مع تحقیقِ مزید از محمود عباسی وغیرہ کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

۲؎ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"خدا ہمارے ایرانی بھائیوں کی مدد اور راہنمائی فرمائے۔ ہم عظیم الشان کامیابی پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔"

خمینی کو مولانا مودودی اور میاں طفیل کا پیغام

ایران کے مسلمانوں نے قربانی اور ایثار کی نئی مشعل روشن کی ہے۔

لاہور ۱۳ فروری (نمائندہ جسارت) جماعت اسلامی پاکستان کے بانی سید ابو الاعلیٰ مودودی اور امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد نے عالمِ اسلام کے ممتاز رہنما آیت اللہ روح اللہ الخمینی کو مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے اور ایرانی عوام کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ایک مشترکہ برقیے میں انہوں نے کہا ہے کہ اس عظیم الشان کامیابی پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے ہم تہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ایرانی بھائیوں کو اپنے ہر دلعزیز ملک ایران کو صحیح معنوں میں اسلامی جمہوریہ کی شکل میں تعمیر کرنے میں ان کی مدد اور

سعی کہ کبھی درپردہ اور کبھی کھلم کھلا اس کی حمایت و مدح میں اپنے تمام ذرائع و وسائل استعمال کیے، قطع نظر اس کے کہ موجودہ ایرانی انقلاب کے بانی و قائد جناب آیت اللہ خمینی کے ذاتی افکار و نظریات و اعتقادات کیا ہیں؟ یہ مفت کے ترجمان دنیا کو ایسا باور کرانے میں مصروف ہیں گویا "خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کا دور واپس آ گیا ہے۔ (فاعوذ باللہ) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یا تو وہ حضرات اس انقلاب کی اسلامیت کو لوگوں کے حلق سے اتروانے میں کسی شدید ذہنی مرعوبیت یا حسنِ ظن کا شکار ہیں کہ کسی تحقیق کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود فراموشی کی اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ انہیں نہ اپنی عقل و خرد سے واسطہ رہا ہے اور نہ اُمت کی صلاح و فلاح سے۔ خیر جو بھی صورتِ حال ہو وُہ حد درجہ افسوسناک اور قابلِ تدارک ہے۔ ذیل میں ایرانی انقلاب کے سرخیل جناب خمینی کی مطبوعہ تحریروں و تقریروں کے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ حقیقتِ حال اظہر من الشمس ہو جائے۔ و باللہ التوفیق۔

سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کچھ عرض کروں گا۔ یہ وُہ مبارک ہستیاں ہیں، جن کے متعلق امام طحاوی فرماتے ہیں:

"تمام صحابہ کرام کی محبت ہمارا دینی اور اسلامی فرض ہے لیکن اس طرح کہ

رہنمائی فرمائے۔ اور اس سلسلے میں ان کی کوششوں میں خیر و برکت عطا فرماتے۔ جماعتِ اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل قاضی حسین احمد نے ایران کے نو منتخب وزیرِ اعظم ڈاکٹر مہدی بازرگان کے نام جنرل ضیاء الحق کے مبارکباد کے پیغام پر دلی مسرت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ ایران کے مسلمان عوام نے قربانی اور ایثار کی نئی مشعل روشن کی ہے جس سے جدید دور میں جہادِ اسلامی کا راستہ روشن ہو گیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے ایرانی عوام کے جذبۂ اسلامی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے ہزاروں نوجوانوں نے اسلامی جمہوریہ کے قیام کے لیے جو قربانیاں دی ہیں، وُہ پورے عالمِ اسلام کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ انہوں نے آیت اللہ خمینی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ ایران کے نامزد وزیرِ اعظم اپنے ملک کو بحران سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ (روزنامہ جسارت کراچی ۱۳ فروری ۱۹۷۹ء ص ۱)

کسی کی محبت میں حد سے نہ بڑھیں۔ انہیں نیکی کے ساتھ یاد کریں، ان کے دشمنوں اور عیب جوؤں کو اپنا دشمن تصور کریں۔" (عقیدۃ الطحاویۃ ص ۴۰ مطبوعہ لاہور)

چونکہ طعن عن الصحابہؓ شیعہ حضرات کے نزدیک معیوب نہیں بلکہ عین عبادت ہے[1]، چنانچہ آیت اللہ خمینی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ کے متعلق فرماتے ہیں:

"سمرہ بن جندب جیسے راوی بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے علماء سوء اور معاونین ظلم کی طرف سے ظالم حکمرانوں کی خوبیاں اور حسن سلوک، نیز سلاطین کی بزرگی اور پاکیزہ سیرت کے بارہ میں ہزاروں موضوع روایات بیان کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی ص ۱۳۴، ۱۳۵)

واضح رہے کہ حضرت سمرہ بن جندبؓ بیعت رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور صحاح ستہ میں ان سے ایک سو تئیس احادیث مروی ہیں۔

---

[1] چنانچہ شیعہ علماء بلا جھجک لکھتے ہیں:

"اِنَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ اِرْتَدُّوْا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ غَیْرَ اَرْبَعَۃٍ"

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چار افراد کے علاوہ باقی تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے۔" (کتاب سلیم بن قیس العامری ص ۹۲ مطبوعہ بیروت)

ایک دوسری کتاب میں محض تین افراد کا اسلام پر باقی رہنا لکھا ہے، باقی تمام لوگ بقول کلینی اہل ردہ تھے۔ (کتاب الروضہ من الکافی للکلینی ص ۲۴۵ ج ۸)

حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو "جبت و طاغوت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے" (تنقیح المقال فی احوال الرجال ص ۲۰۷ ج ۱ مطبوعہ نجف اشرف ۱۳۵۲ھ)

شیعہ تفاسیر میں قرآن کے الفاظ "الفحشاء والمنکر" سے مراد ابو بکرؓ و عمرؓ لیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دوسرے مشہور صحابی اور کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہادی و مہدی[1]، اور حدیث قسطنطنیہ کی رو سے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی[2]، کے متعلق آیت اللہ خمینی صاحب لکھتے ہیں:

"اسلامی حکومت کے علاوہ آپ جن حکومتوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں، آپ خود اندازہ کیجئے کہ ان میں ایک مسلمان کس طرح خوف و ہراس میں مصیبت اور تکلیف کی زندگی گزار رہا ہے۔ اس کو ہر لحظہ یہ خوف دامنگیر ہوتا ہے کہ لوگ اس کے گھر پر حملہ کر کے اس کو جان سے مار ڈالیں گے اور اس کا مال و متاع چھین لیں گے۔ یہ صورت حال حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں پیش آئی۔ لوگوں کو ثبوت جرم کے بغیر ہی محض ظن و گمان یا تہمت کی بناء پر قتل کر دیا جاتا تھا۔ سینکڑوں

جاتے ہیں اور "البغی سے" مراد حضرت عثمان غنیؓ ـــــ فحشاء، منکر، بغی، خمر، میسر، ازلام، انصاب، اوثان، جبت، طاغوت، میتۃ، دم، لحم الخنزیر۔ ان سب الفاظ سے مراد اصحاب رسول ہیں۔" (تفسیر مرآۃ الانوار ص ۲۵۸ جلد ۱) ـ العیاذ باللہ! بعض جگہ اہلبیت پر بھی زبان درازیاں کی گئی ہیں۔ مثلاً جناب عباسؓ و عقیلؓ کو ذلیل کہا گیا ہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ کو بھی جبن و بزدلی کا طعنہ دیا گیا ہے۔" (الامالی للطوسی ص ۲۵۹ و حق الیقین للمجلسی ص ۲۰۳) فانا للہ!

مولانا سید ابوالحسن علی الندوی نے بھی اپنے ایک مضمون میں شیعہ حضرات کے "طعن عن الصحابہ" کے رویہ کے متعلق لکھا تھا:

"شیعہ حضرات اگر خلوص دل سے اسلامی فرقوں کے قریب آنا چاہتے ہیں تو صحابہؓ اور امہات المومنینؓ کے متعلق انہیں اپنا طرز عمل بدلنا ہوگا، کیونکہ اور جماعتوں کی محبوب و محترم شخصیات کے احترام کے بغیر باہمی تعاون کا سوال ہی نہیں۔" (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ مجریہ ماہ جون ۱۹۸۱)

لیکن راقم الحروف کے نزدیک مسئلہ محض ان محبوب شخصیات کے احترام کا ہی نہیں بلکہ مسئلہ اسلام کی بنیاد یعنی قرآن کریم کا سب سے اہم ہے۔ [1] جامع الترمذی [2] صحیح البخاری۔

لوگوں کو قید و بند میں ڈال دیا جاتا تھا سینکڑوں لوگوں کو اُن کے گھروں سے ناحق محض اس لیے نکال دیا جاتا تھا کہ وُہ "رَبُّنَا اللہ" کہہ کر اعلانِ حق کرتے۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی، ص ۱۴۸، ۱۴۹)

مزید لکھتے ہیں:

"حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت ایک اسلامی حکومت کا نمونہ نہ تھی۔ ایسے اسلامی حکومت کے ساتھ دور و نزدیک کی کوئی مشابہت نہ تھی۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی، ص ۱۴۹)

نیز:

"یہ حضرت معاویہؓ کے ثنا خوانوں میں تھے حالانکہ وُہ ایسی مدح و توصیف کے مستحق نہ تھے کیونکہ وُہ اس بنیاد ہی کو ڈھا رہے تھے جس پر حضرت علیؓ نے حکومت کھڑی کی تھی۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی، ص ۱۵۳)

ایک اور مقام پر حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق لکھتے ہیں:

"جب آپ کو یہ خبر ملتی کہ حضرت معاویہؓ کے لشکر نے غریب اور کمزور لوگوں پر لوٹ مار کی ہے، ان میں کسی نے کسی ذمی عورت یا کسی زیرِ حفاظت کافر عورت پہ دست درازی کی ہے، کسی کی بالیاں چھین لی ہیں اور کسی کی پازیب اتار لی ہے تو آپ رنج و الم سے پھوٹ پڑتے۔" الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی، ص ۱۶۲)

امیر معاویہؓ کے متعلق خمینی صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"مُعَاوِيَةُ تَرَأَّسَ قَوْمَهُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكْسِبْ لِنَفْسِهِ سِوٰى لَعْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔"

یعنی "امیر معاویہؓ نے اپنی قوم کی چالیس سال سربراہی کی لیکن انہوں نے اپنے لیے دنیا کی لعنت اور آخرت کے عذاب کے سوا اور کچھ حاصل

نہ کیا۔" (جہاد النفس او الجہاد الاکبر للخمینی ص ۱۸)

اسی طرح مشہور تابعی قاضی شریح ابن الحارث، جنکو امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عہدۂ قضاء پر مامور فرمایا تھا، کے متعلق خمینی صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام نے قاضی شریح سے فرمایا: "یَا شُرَیْحُ قَدْ جَلَسْتَ مَجْلِسًا لَا یَجْلِسُہٗ (مَا جَلَسَہٗ) اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ وَصِیُّ نَبِیٍّ اَوْ شَقِیٌّ"۔

یعنی "اے شریح! تم ایسے منصب پر فائز ہو جس پر نبی یا اس کے وصی یا کسی بدبخت کے سواء کوئی شخص فائز نہیں ہوتا (فائز نہیں ہوا) یہ قاضی شریح تقریباً پچاس برس تک قضاء کے منصب پر فائز رہے۔ یہ حضرت معاویہؓ کے ثناخوانوں میں سے تھے۔ حالانکہ وہ ایسی مدح و توصیف کے مستحق نہ تھے کیونکہ وہ اس بنیاد ہی کو ڈھا رہے تھے جس پر حضرت علیؓ نے حکومت کی عمارت کھڑی کی تھی۔ لیکن آپ انہیں معزول کرنے سے معذور تھے۔ ان کا تقرر آپ سے پہلے کا تھا، اس لیے ان کی معزولی آپ کے اختیار میں نہ تھی۔ لہذا امیر المومنین نے صرف ان کی نگرانی پر اکتفاء کی اور انہیں شریعت کی خلاف ورزی سے باز رکھا۔" (الحکومۃ الاسلامیۃ للخمینی مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی زیرِ حدیث ۳۲ ص ۱۵۳)

نصیر الدین طوسی، جس نے ابن علقمی کے ساتھ کافر تاتاری حاکم ہلاکو خاں کے بغداد کو تاراج کرنے اور وہاں کی سنی آبادی کے قتلِ عام میں مدد کی اور بعد میں تاتاریوں کا وزیر مقرر ہوا، کو آیت اللہ خمینی صاحب راہنما و مقتداء بتاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حسینؓ کے ساتھ نصیر الدین طوسی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انہوں نے اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں۔" (الحکومۃ الاسلامیۃ للخمینی ص ۱۲۸)

"امامت" جو ایک خالص شیعی عقیدہ ہے، کے متعلق خمینی صاحب لکھتے ہیں:

"یہی وجہ ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین نے اس معاملے میں سختی کی ہے"
(الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں، ص ۲۲۲)
نیز ملاحظہ فرمائیں:
"اس کی ولایت کائناتی ہوتی ہے یعنی اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے آگے سرنگوں ہوتا ہے۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن، ص ۱۲۰)
خمینی صاحب ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
"وہ تعلق باللہ کے ایسے مقام پر ہوتے ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی، ترجمہ مولانا محمد نصر اللہ خاں، ص ۱۵۴)
مزید ارشاد ہوتا ہے:
"مِنْ ضُرُورَاتِ مَذْهَبِنَا اَنَّ لِاَئِمَّتِنَا مَقَامًا لَا يَبْلُغُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ" (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۳۵)
اس کا ترجمہ مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن مجددی نے یوں فرمایا ہے:

۱؎ بقول شیعہ حضرات:

"یہ ائمہ وہ ہیں جنہیں خدا نے امام بنایا، رسول اکرمؐ نے بتلایا، انہیں بھی معجزات ملے اور جو شخص امام کو چھوڑ دے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی" (امامیہ دینیات ص ۱۳ ج ۱)

"ان کے لیے معصوم ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا معصوم ہونا نبی کے لیے ضروری ہے" (امامیہ دینیات ص ۱۴ جلد ۲)

"اسلام کو نبی کے بعد ہمارے بارہ اماموں نے برقرار رکھا" (امامیہ دینیات ص ۵ ج ۱ مطبوعہ پاکستان)

ان بارہ اماموں کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۴۰ھ، حضرت حسنؓ ۵۰ھ، حضرت حسینؓ ۶۱ھ، حضرت زین العابدین ۹۴ھ، ابوجعفر محمد الباقر ۱۱۳ھ، ابوعبداللہ الصادق ۱۴۸ھ، موسیٰ الکاظم ۱۸۳ھ، ابوالحسن علی الرضا ۲۰۲ھ، ابوجعفر محمد الجواد ۲۲۰ھ، علی الہادی ۲۵۴ھ، ابومحمد الحسن العسکری ۲۶۰ھ اور امام مہدی غائب۔

"آپ جانتے ہیں کہ ہمارے مذہب (شیعہ) کی بنیادی تعلیمات میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ ہمارے ائمہ کرام کو اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا تقرب حاصل ہے کہ جسے نہ کوئی مقرب فرشتہ پا سکا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ترجمہ مولانا محمد نصر اللہ خاں ص ۱۲۰)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"امامت نبوت و رسالت سے برتر ہے[1]" (حکومت اسلامی از خمینی ص ۳۲ مطبوعہ لاہور)

"ائمہ اطہار ہی کے بارے میں ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور انہیں ایسا قرب حاصل ہوتا ہے جو کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی میسّر نہیں۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ترجمہ مولانا محمد نصر اللہ خاں ص ۱۲۱)

اپنے ائمہ کے متعلق خمینی صاحب مزید صراحت فرماتے ہیں:

"لَمْ تَسْنَحِ الْفُرْصَةُ لِاَئِمَّتِنَا لِلْاَخْذِ بِزِمَامِ الْاُمُوْرِ وَكَانُوْا بِانْتِظَارِهَا حَتّٰى اٰخِرِ لَحْظَةٍ مِّنَ الْحَيَاةِ فَعَلَى الْفُقَهَاءِ وَالْعُدُوْلِ اَنْ يَّتَحَيَّنُوْا هُمُ الْفُرَصَ وَيَنْتَهِزُوْهَا مِنْ اَجْلِ تَنْظِيْمِ وَتَشْكِيْلِ حُكُوْمَةٍ رَّشِيْدَةٍ۔"

یعنی "ہمارے ائمہ کو ذمہ داریوں کی باگ ڈور ہاتھ میں لینے کا موقع نہیں ملا اور وہ اپنی زندگی کے آخری لحظہ تک اس کے انتظار میں رہے لہٰذا فقہاء اور مستند حضرات کو چاہیے کہ موقع کی تلاش میں رہیں اور صحیح حکومت کی تنظیم و تشکیل کے لیے موقع سے فائدہ حاصل کریں۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ص ۵۴)

نیز:

"ان (ائمہ) کی تعلیمات، قرآن کی تعلیمات کی طرح ہیں، جس کا نفاذ اور اتباع واجب ہے۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ص ۱۱۳)

---

[1] شیعہ علماء کا عقیدہ ہے کہ یہ ائمہ انبیاء، اوصیاء اور ملائکہ سے افضل ہیں۔" (الفصول المہمہ للحر العاملی ص ۱۵۲ و کتاب الحجۃ من الاصول ص ۱۷۵ ج ۱)

ان آئمہ کی قبور کی تقدیس کے سلسلہ میں خمینی صاحب فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی حرج نہیں کہ آئمہ کی قبروں کے پیچھے اور دائیں بائیں نمازیں پڑھی جائیں، اگرچہ اولیٰ بات یہ ہے کہ سر کے پاس نماز پڑھی جائے لیکن اس طرح کہ امام علیہ السلام کے مساوی نہ ہو۔" (تحریر الوسیلہ ص ۱۶۵ ج ۱)

(جاری ہے)

شعر و ادب

جناب فضل ورپڑی

صلی اللہ علیہ وسلم

دل ہے مرا قربانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
جان فدا تے آنِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
سبحان اللہ شانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
شان ہے یہ شایانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
مرحبا وہ اخلاقِ مجسم، محبوبِ ربِّ دو عالم
ارفع و اعلیٰ شانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے آپس میں غمخواری، تھے لیکن کفار پہ بھاری[1]
آپ اور سب یارانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی دعا ہر آن یہی ہے دل میں بس ارمان یہی ہے
ہو جاؤں قربانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
یارب جب دنیا سے سفر ہو، اس دم میرے پیش نظر ہو
جلوۂ عالیشانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
فضل نہیں اب دنیا کا غم دل ہے فدائے شافعِ عالم
تھام لیا دامانِ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ